۵۹واں باب

چھٹے سال میں نزولِ قرآن

یہ باب قرآن پر تحقیقی کام کرنے والے طلبہ اور علما کے لیے ہے، دیگر قارئین اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ سکتے ہیں۔

اس باب کا مطالعہ کون لوگ کر سکتے ہیں ۱۲۲

اس باب میں سورتوں کی مختلف فہارس کا مقصد ۱۲۲

نزولی ترتیب پر پہلے پانچ برسوں میں نزولِ قرآن ۱۲۳

نبوت کے چھٹے سال کی تنزیلات ۱۲۴

مکی دور کے آخری سات برسوں میں قرآن کا نزول ۱۲۴

تفہیم القرآن میں مکی دور کی مختلف مراحل میں تقسیم ۱۲۴

جدول ۵۹-۱، ہمارے تجویز کردہ مکّی زندگی کے سات ادوار ۱۲۵

سُورَةُ النَّحل کا نزولی ترتیب میں مقام ۱۲۶

منتخب سورتوں کے لیے تفہیم سے زمانہ نزول ۱۳۰

چھٹے سالِ نبوت میں اُترنے والی سورتوں کی زمانی ترتیب ۱۳۲

آخری تین سورتوں میں موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کی ترتیب ۱۳۵

۵۹واں باب

چھٹے سال میں نزولِ قرآن

اس باب کا مطالعہ کون لوگ کر سکتے ہیں

یہ باب قرآن کے تحقیقی مطالعے، اُس کا نظم سمجھنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک کے مختلف مراحل میں قدم بہ قدم قرآنی ہدایات اور تحریکی مزاج کو سمجھنے اور اس کتاب 'کاروانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم' کے موضوعات کی ترتیب کو جاننے کے لیے بہت اہم ہے، تاہم اِن مباحث کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ قاری ایک سے زائد مرتبہ قرآن کو سمجھ کر کسی ایک تفسیر سے مطالعہ کر چکا ہو اور اور اُسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری داستانِ حیاتِ مبارکہ سے بھی آگہی ہو، قرآن اور سیرت کے میدان میں نوواردان کو یہ باب شاید مشکل اور خشک محسوس ہو، اگرچہ دوستوں کے مشورے پر متعدد بار نظرِ ثانی کر کے کتاب کے تمام ہی مضامین کو آسان بنا کر پیش کیا ہے؛ پھر بھی مطالعہ قرآن و سیرت کے میدان میں نوواردان کو راقم کا مشورہ یہی ہے کہ اس باب کو مستقبل میں مطالعے کے منصوبے میں شامل کر لیں، فی الوقت اس کتاب میں مطالعے کے لیے اگلے باب کی جانب بڑھ جائیں۔

اس باب میں سورتوں کی مختلف فہارس کا مقصد

اس باب میں قارئین سورتوں کے نام اور اُن کی فہارس میں تکرار محسوس کریں گے اور ممکن ہے کہ گراں گزرے، تاہم نزول پر تحقیقی کام کرنے والے اور اس موضوع کو بہ حدِ استطاعت گہرائی میں سمجھنے کے خواہش مند افراد اِن کو سود مند پائیں گے، تکرار بلا شبہ ایک عیب ہے لیکن تعلیم اور تفہیم کی ضرورت بھی، چناں چہ کبھی توقیفی اعتبار سے، کبھی نزولی اعتبار سے کبھی سید مودودیؒ کے ادوار کے اعتبار سے اور کبھی اس کتاب میں ترتیب کے اعتبار سے سورتوں کے نام اور اُن کی فہارس یا گروپس کا تذکرہ ہے، قرآن مجید وہی ہے اور ظاہر ہے سورتیں بھی وہی ہیں، بظاہر تکرار ہے مگر ہر مرتبہ ایک نئے استدلال سے بات کو مستحکم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے پچھلی جلد [سوم] میں ہم تفصیل سے قرآنی سورتوں کی مکی مدنی درجہ بندی پر

گفتگو کر چکے ہیں [111]۔ جہاں بعض سورتوں کے مکی یا مدنی ہونے کے تعین میں مشکلات پر گفتگو کے بعد یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ مکی سورتیں کل ۹۱ ہیں [112]۔ اگلے صفحے پر جدول ۵۹-۱ میں اُن سورتوں کی مصحف کی ترتیب کے مطابق [توقیفی ترتیب] فہرست دے رہے ہیں، جو سورتیں اب تک تین جلدوں یعنی نبوت کے پہلے پانچ برسوں میں آئی ہیں اُن کو سامنے والے کالم میں ایک ستارے سے ظاہر کیا گیا ہے اور جلد کا نمبر بھی دیا گیا ہے جو سورتیں اس چوتھی جلد میں آنی ہیں اُن کے آگے دو ستارے ہیں اور جو اِن شاء اللہ اگلی جلدوں میں آئیں گی وہاں وقفہ '-' dash ہے۔

ذیل میں نزولی ترتیب پر تمام مکی سورتوں کی ایک رواں فہرست ہے، جس میں پہلی ۶۴ سورتیں [الْعَلَق تا النَّاس] وہ ہیں جو اب تک سابقہ تین جلدوں میں زیرِ بحث آچکی ہیں، اس کے بعد حٰمٓ السَّجْدَۃ سے الْقَصَص تک ۸ وہ سورتیں ہیں جن پر اس جلد میں گفتگو ہو رہی ہے۔ بقیہ الاَنْبِيَآء تا المَاعُون وہ سورتیں ہیں جو آنے والی دو جلدوں [پنجم اور ششم] میں بتوفیقِ الٰہی آسکیں گی۔ ہر سورۃ کے شروع میں جو نمبر دیا گیا ہے وہ اُس کی توقیفی ترتیب کا نمبر ہے۔ آخری تنزیل جو سابقہ جلد میں تھی اُس کا تنزیلی نمبر ۶۶ تھا جب کہ سورتیں ۶۴ مکمل ہوئی ہیں، اس کی وجہ یہ کہ العَلَق اور المُدَّثِّر دونوں دو، دو ٹکڑوں میں مختلف اوقات میں نازل ہوئیں تو تنزیلات کی تعداد میں ۲ کا اضافہ ہو گیا جب کہ سورتیں تنزیلات کے مقابلے میں دو کم ہیں، یاد رہے کہ سورۃ المُزَّمِّل ابھی تک آدھی نازل ہوئی ہے باقی آدھی آنے والے برسوں میں مدینے میں نازل ہو گی۔

نزولی ترتیب پر سورتیں جو مکی زندگی کے پہلے پانچ برسوں میں نازل ہو چکی ہیں

۹۶ العَلَق، ۷۴ المُدَّثِّر، ۹۳ الضُّحٰی، ۹۴ الاِنشِرَاح، ۱ الفَاتِحَة، ۸۷ الاَعْلٰی، ۱۰۳ العَصر، ۱۰۰ العٰدِيٰت، ۱۰۲ التَّکَاثُر، ۱۰۵ الفِيل، ۱۰۶ قُرَيْش، ۹۷ القَدْر، ۹۵ التِّين، ۱۰۴ الهُمَزَة، ۱۰۱ القَارِعَة، ۹۹ الزِّلزَال، ۷۵ القِيٰمَة، ۷۶ الدَّهر، ۷۷ المُرسَلٰت، ۷۸ النَّبَا، ۷۹ النّٰزِعٰت، ۸۱ التَّکوِير، ۸۲ الاِنفِطَار، ۵۵ الرَّحْمٰن، ۱۵ الحِجر، ۳۴ سَبَا، ۸۸ الغَاشِيَة، ۶۹ الحَاقَّة، ۷۰ المَعَارِج، ۶۷ المُلک، ۸۴ الاِنشِقَاق، ۸۳ المُطَفِّفِين، ۸۶ الطَّارِق، ۱۱۲ الاخلاص، ۱۰۸ الکَوثَر، ۷۳ المُزَّمِّل، ۸۰ عَبَس، ۷۲ الجِنّ، ۸۹ الفَجر، ۵۰ قٓ، ۵۱ الذّٰرِيٰت، ۵۲ الطُّور،

۱۱۱ روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت ﷺ، جلد سوم، طبع اول، ۳۴واں باب، صفحات ۴۹ تا ۶۶۔

۱۱۲ روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت ﷺ، جلد سوم، طبع اول، صفحہ ۵۷

۹۲ الَّیل، ۲۳ المُؤمِنُون، ۳۲ السَّجدَۃ، ۹۱ الشَّمس، ۷۱ نُوح، ۶۸ القَلَم، ۹۰ البَلَد، ۱۸ الکَھف، ۱۹ مَریَم، ۲۰ طٰہٰ، ۳۱ لُقمٰن، ۸۵ البُرُوج، ۲۹ العَنکَبُوت، ۳۹ الزُّمَر، ۴۰ المُؤمِن، ۶۸ القَلَم، ۹۰ البَلَد، ۱۸ الکَھف، ۱۹ مَریَم، ۲۰ طٰہٰ، ۳۱ لُقمٰن، ۸۵ البُرُوج، ۲۹ العَنکَبُوت، ۳۹ الزُّمَر، ۴۰ المُؤمِن، ۳۷ الصّٰٓفّٰت، ۴۴ الدُّخَان، ۴۵ الجَاثِیَۃ، ۵۳ النَّجم، ۳۶ یٰسٓ، ۱۱۳ الفَلق، ۱۱۴ النَّاس۔

نبوت کے چھٹے سال کی تنزیلات

۴۱ حٰمٓ السَّجدَۃ، ۴۲ الشُّورٰی، ۳۰ الرُّوم، ۴۳ الزُّخرُف، ۱۰۹ الکٰفِرُون، ۵۶ الوَاقِعَۃ، ۲۶ الشُّعَرَآء، ۲۷ النَّمل، ۲۸ القَصَص۔

مکی دور کے آخری سات برسوں میں قرآن کا نزول

۲۱ الاَنبِیَآء، ۵۴ القَمَر، ۲۵ الفُرقَان، ۳۵ فَاطِر، ۱۱۱ اللَّھَب، ۴۶ الاَحقَاف، ۳۸ صٓ، ۱۰ یُونُس، ۱۱ ھُود، ۱۷ بَنِیٓ اِسرَآءِیل، ۱۴ اِبرٰھِیم، ۷ الاَعرَاف، ۱۲ یُوسُف، ۶ الاَنعَام، ۱۶ النَّحل، ۹۸ البَیِّنَۃ، ۲۲ الحَجّ، ۱۰۷ المَاعُون

کتاب کی پیشِ نظر جلد [چہارم] میں ہم چھٹے سال میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت، حالات زندگی اور دعوتِ توحید کی مبارک داستان کو بیان کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اس باب میں ہم چھٹے سال کے لیے منتخب ۹ مکّی سورتوں کے انتخاب کی وجوہات پر گفتگو کریں گے۔

تفہیم القرآن میں مکی دور کی مختلف مراحل میں تقسیم

سیّد مودودیؒ نے مکی دور کو تین ادوار، ابتدائی، متوسط اور آخری میں تقسیم کیا ہے، ابتدائی دور آغازِ وحی سے پانچویں سال کے آغاز تک یعنی جب تک ظلم و ستم کی ابتدا نہ ہوئی تھی——متوسط دور پانچویں سال سے وفات ابو طالب یعنی دسویں سال کے آغاز تک یعنی ظلم و ستم کے آغاز سے اختتام مقاطعہ شعبِ ابی طالب تک، اور—— آخری دور دسویں سال سے ہجرتِ مدینہ تک۔ ہم نے مکی دور کو تحریک کے مراحل کو آسانی سے بیان کرنے اور سمجھنے کی خاطر سات ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ادوار کی ہماری درجہ بندی [جدول ۵۹-۱] کو سید مودودیؒ کی تقسیمِ ادوار کے مقابل غور فرمایئے:

- ہمارے پہلے دو ادوار، سیدؒ کے ابتدائی میں ——
- آخری دو، یعنی چھٹا اور ساتواں، اُن کے آخری میں ——

- اور تیسرا، چوتھا اور پانچواں، اُن کے دورِ متوسط میں ضم ہیں۔

جدول ۵۹-۱ ہمارے تجویز کردہ مکّی زندگی کے سات ادوار

پہلا دور: پہلے تین سالِ نبوّت ﷺ:	نظامِ باطل کو چیلنج کیے بغیر، منتخب لوگوں تک دعوت
دوسرا دور: چوتھا سال نبوّت ﷺ:	خاتم النبیینؐ کی مکّہ میں تہلکہ خیز قیامت سے ڈراوے اور شرک کے خلاف توحید کی دعوتی مہم
تیسرا دور: پانچواں سالِ نبوّت ﷺ	آغاز میں ظلم اپنے عروج پر اور پھر اُس میں واضح کمی، ہجرتِ حبشہ
چوتھا دور: چھٹا سال نبوّت ﷺ	مکّہ میں اسلام کا ایک محسوس طاقت کے طور پر ابھرنا
پانچواں دور: ساتواں، آٹھواں اور نواں سالِ نبوّت ﷺ:	معاشی اور معاشرتی مقاطعہ، شِعْبِ ابی طالب میں رہائش۔
چھٹا دور: دسواں اور گیارہواں سالِ نبوّت ﷺ:	سالِ غم اور دعوت کے لیے کسی نئے مقام کی تلاش کا آغاز
ساتواں دور: بارہواں اور تیرہواں سالِ نبوّت ﷺ	مدینے میں اسلام کا فروغ، معراج اور ہجرتِ مدینہ

سید صاحبؒ نے شروع میں [پہلی جلد میں سورہ انعام کی تفہیم کے موقع پر] مکی دور کو چار ادوار میں تقسیم کیا تھا جنھیں سید صاحبؒ نے پہلے، دوسرے، تیسرے اور چوتھے کا نام دیا تھا جب بعد میں آپؒ نے ان کو ابتدائی، متوسط اور آخری ادوار میں تقسیم کیا تو نبوت کے پہلے چار سال تو کبھی ابتدائی میں ہوتے ہیں اور کبھی صرف تین یا بعض اوقات پانچ سال ابتدائی میں سما جاتے ہیں۔ یوں متوسط کبھی صرف ابتلا کا دور رہتا ہے یعنی پانچویں سے دسویں تک چلتا ہے اور جب کبھی ابتدائی دور صرف محدود دعوت کے پہلے تین برسوں تک ہوتا ہے تو اعلانیہ دعوت شروع ہونے سے [چوتھے سال کے آغاز] مقاطعہ شِعْبِ ابی طالب ختم ہونے تک یعنی دسویں سال کے آغاز تک۔

سید مودودیؒ کی تفہیم القرآن میں جب ہم کبھی کسی سورۃ کو دورِ متوسط کا پاتے ہیں تو وہ چوتھے، پانچویں، چھٹے برسوں کے علاوہ سہ سالہ مقاطعہ شِعْبِ ابی طالب [ساتویں، آٹھویں اور نویں] کے عرصے میں سے کسی بھی وقت میں نازل شدہ مراد ہوتی ہے۔ اس طویل دورانیے میں نازل ہونے والی کسی سورۃ کے زمانہ نزول کو زیادہ قطعیت سے متعین کرنے کے لیے سیدؒ کبھی لکھتے ہیں کہ 'مکہ معظمہ کے دورِ متوسط کے آغاز کی سورۃ معلوم ہوتی ہے' ، اس سے مراد چوتھا یا پانچواں سال ہوتا ہے، چوتھے سال کے آخری ایام یا پانچویں سال

کے ابتدائی ایام۔ سید صاحبؒ اگر صرف دورِ متوسط لکھیں تو سورۃ کے مضامین کی شہادت اگر کشمکش کی ہو تو پانچواں و گرنہ چوتھا سال ہو گا۔ان دو برسوں کے علاوہ اگر نبوت کے ۶ تا ۱۰ برسوں میں سے کوئی مراد ہو تو ہجرت حبشہ یا کسی دوسرے قرینے سے اُس کا زمانہ واضح فرماتے ہیں۔

اسی طرح اگر بالکل ابتدائی دور لکھا ہو تو اس سے عام طور پر نبوت کے پہلے چھ ماہ مراد ہوتے ہیں۔

ہم اپنی تقسیم کے اعتبار سے اس کتاب میں نبوت کے چوتھے دور میں ہیں۔ اس دور کے دو بڑے نشان ہیں، اول یہ کہ سال کے بالکل آغاز میں سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایمان لائے؛ دوسرے یہ کہ حبشہ کی جانب ہجرت ہو چکی ہے جو رومی سلطنت کے کیمپ میں ہے اور رومی ایران سے کامل مغلوب ہو چکے ہیں۔ ہم نے روایات اور سورتوں کے مضامین پر غور کر کے اس دور کی تنزیلات میں حٰمٓ السَّجْدَة، الشُّوْرٰی، الزُّخْرُف، الرُّوْم، الكٰفِرُون، الوَاقِعَة، الشُّعَرَآء، النَّمْل، الْقَصَص کو پایا ہے، اگلی گفتگو میں ہم اس نتیجے تک پہنچنے کے لیے شواہد آپ کے سامنے رکھیں گے۔

سُوْرَةُ النَّحل کا نزولی ترتیب میں مقام

اس سے قبل کہ موضوع پر گفتگو کا آغاز ہو، ضروری ہے کہ آپ تفہیم القرآن میں دی گئی اِن سورتوں کی شانِ نزول کا مطالعہ کر لیں، اور اِن کے ساتھ سورۃ النَّحل کی شانِ نزول کا بھی کیوں کہ سید مودودیؒ کی تفہیم میں اس سورۃ کے شانِ نزول سے یہ گمان ہو سکتا ہے کہ یہ سورۃ بھی چھٹے سال کی سورتوں کے ساتھ نازل ہوئی ہو گی۔ اس مطالعہ کا آغاز سورۃ النَّحل سے ہی کرتے ہیں۔

متعدد اندرونی شہادتوں سے اس کے زمانۂ نزول پر روشنی پڑتی ہے۔ مثلاً:

- ❖ آیت ۴۱ کے فقرے وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت ہجرت حبشہ واقع ہو چکی تھی۔
- ❖ آیت ۱۰۶ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ظلم وستم پوری شدت کے ساتھ ہو رہا تھا اور یہ سوال پیدا ہو گیا تھا کہ اگر کوئی شخص ناقابل برداشت اذیّت سے مجبور ہو کر کلمہ کفر کہہ بیٹھے تو اس کا کیا حکم ہے۔
- ❖ آیات ۱۱۲ — ۱۱۴ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ

فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ کا صاف اشارہ اس طرف ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت کے بعد مکّہ میں جو زبردست قحط رونما ہوا تھا وہ اس سورۃ کے نزول کے وقت ختم ہو چکا تھا۔

❖ اِس سورہ میں آیت ۱۱۵۔ایسی ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ جس کا حوالہ سُوْرَۃُ الْاَنْعَام آیت ۱۱۹ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ میں دیا گیا ہے، اور دوسری آیت یوں ہے: وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ جس میں سُوْرَۃُ الْاَنْعَام کی آیت ۱۴۶ کا حوالہ دیا گیا ہے۔وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَايَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۫ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان دونوں سورتوں کا نزول قریب العہد ہے۔

❖ ان شہادتوں سے پتا چلتا ہے کہ اس سورۃ کا زمانۂ نزول بھی مکّے کا آخری دور ہی ہے، اور اسی کی تائید سورۃ کے عام اندازِ بیان سے بھی ہوتی ہے۔

سورتوں کے اس سلسلے میں سب سے پہلی سُوْرَۃُ النَّحْل ہے، سید مودودیؒ کا آیۃ ۴۱ سے یہ نتیجہ کہ یہ ہجرتِ حبشہ کے بعد نازل ہوئی بالکل بجا ہے، مگر کتنے عرصے بعد، چند ماہ بعد یا ۹۶ مہینے [۸ سال] بعد؟

آیۃ ۱۰۶ کے بارے میں سید مودودیؒ کے نتیجہ فکر کو قبول کرنے میں یہ مشکل ہے کہ بیک وقت یہ سورہ ہجرت حبشہ کے بعد والی اور عین ظلم و ستم کے گرم بازار میں نہیں اُتر سکتی، کیوں کہ اولاً ہجرتِ حبشہ سے قبل ہی ظلم کا شکار سارے غلامان و لونڈیاں آزاد کرالی گئی تھیں۔ثانیاً یہ کہ حبشہ کے مہذب اور مکہ کے مقابلے میں نسبتاً متمول اور ترقی یافتہ معاشرے میں مسلمانوں کو بہت عزت و اکرام ملا اور کفارِ مکہ جان گئے کہ اگر ظلم کیا تو اہلِ ایمان کے لیے مکہ سے بھاگ کر یہاں سے زیادہ بہتر زندگی گزارنے کا[۱۱۳] امکان موجود ہے اور ثالثاً یہ کہ جب

۱۱۳ جس طرح آج کے دور [۲۰۱۶ء، اکیسویں صدی کے آغاز میں] میں ایشیا اور افریقہ سے لوگ بھاگ کر یورپ اور امریکا میں جا کر بسنا پسند کرتے ہیں، اُسی طرح بے آب و گیاہ مکہ کے باشندوں کے لیے روم اور ایران کی

سیّدنا حمزہؓ اور سیّدنا عمرؓ ایمان لے آئے اور مسلمان اعلانیہ حرم میں نماز ادا کرنے لگے اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے قابل ہو گئے تو اِن حالات میں اس مضمون کی آیت کا نزول محلِ نظر ہے، ہمارا گمان اس طرف جاتا ہے کہ یہ آیۃ سن ۴ نبوی کے اواخر میں جب ظلم و ستم کی بھٹی خوب گرم تھی اُس وقت نازل ہوئی ہو گی بعد میں جب بھی سُوْرَةُ النَّحل نازل ہوئی اُس آیت کو یہاں رکھوایا گیا۔

آیت ۱۱۲ تا ۱۱۴ سے یہ استدلال کہ سُوْرَةُ النَّحل قحط کے بعد نازل ہوئی بالکل بجا ہے مگر یہ لازم نہیں کہ یہ سُوْرَةُ الدُّخَان کے متصلاً بعد نازل ہوئی ہے جس کا قحط کے موقع پر نازل ہونا ثابت ہے [دیکھیے جلد سوم، طبع اول، صفحات ۲۱۰ تا ۲۱۶] سُوْرَةُ النَّحل جب نازل ہوئی اُس وقت کے ماضی میں یہ قحط گزر چکا ہے اور اس کی یادیں باقی ہیں، ویسے بھی قحط سے متصل اور ہجرت حبشہ کے بعد دونوں باتیں ممکن نہیں۔

سید مودودیؒ کے پہلے تین نکات سے زمانہ نزول کے بارے میں یہ امکانی باتیں سامنے آتی ہیں:

۱. ظلم و ستم کی گرم بھٹی کے دوران [اوائل سن ۴/۵ نبوی]
۲. قحط کے بعد [اواخر سن ۵ نبوی]
۳. ہجرتِ حبشہ کے بعد [اوائل سن ۶ نبوی]

اگر ان تینوں میں تطابق کی کوشش کی جائے تو اس کا زمانہ نزول ۶ نبوی کا اوائل بنتا ہے، مگر اِن تین نکات کے بعد سید مودودیؒ اس سورۃ اور سُوْرَةُ الْاَنْعَام کے مضامین میں یکسانیت کی بنیاد پر اس کو بالکل دورِ آخر کی سورۃ قرار دے دیتے ہیں!!

سُوْرَةُ النَّحل کی آیۃ ۱۱۵ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ سُوْرَةُ الْاَنْعَام کی آیت ۱۱۹ وَ مَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْهِ ؕ وَ اِنَّ کَثِیْرًا لَّیُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ سے مماثل ہونا اسی طرح سُوْرَةُ النَّحل کی آیہ ۱۱۸ وَ عَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰکِنْ کَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ کا سُوْرَةُ الْاَنْعَام کی آیت ۱۴۶ وَ عَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا کُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ

سلطنتیں تھیں۔ لیکن اُس دور میں اپنے وطن کو چھوڑنا لوگوں کو عام طور پر پسند نہیں ہوتا تھا۔

شُحُوۡمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتۡ ظُهُوۡرُهُمَاۤ اَوِ الۡحَوَایَاۤ اَوۡ مَا اخۡتَلَطَ بِعَظۡمٍ ؕ ذٰلِکَ جَزَیۡنٰهُمۡ بِبَغۡیِهِمۡ ۫ۖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۱۴۶﴾ سے مماثل ہونا دونوں کا قریب اُلعہد اگر تسلیم کیا جائے تو سُوۡرَۃُ النَّحۡل کو بالکل آخری مکّی دور کی یعنی ساتویں دور [سن ۱۳/۱۴ نبوی] کی سورۃ تسلیم کرنا پڑے گا کیوں کہ سورۃ الانعام یقینی طور پر مکی دور کی آخری سورتوں میں سے ایک ہے اور سید مودودیؒ کے مطابق سورۃ الانعام کا زمانہ نزول یوں ہے:

"ابنِ عباسؓ کی روایت ہے کہ پُوری سُورہ مکہ میں بیک وقت نازل ہوئی تھی۔ مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کی چچازاد بہن اَسما بنت یزید کہتی ہیں کہ "جب یہ سُورۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہورہی تھی اس وقت آپ اونٹنی پر سوار تھے، میں اس کی نکیل پکڑے ہوئے تھی اور بوجھ کے مارے اونٹنی کا یہ حال ہو رہا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ہڈیاں اب ٹوٹ جائیں گی"۔ روایات میں اس کی بھی تصریح ہے کہ جس رات یہ نازل ہوئی اسی رات کو آپ نے اسے قلم بند کرادیا۔ اس کے مضامین پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سُورۃ مکّی دور کے آخری زمانہ میں نازل ہوئی ہو گی۔ سیّدہ اَسما بنت یزیدؓ کی روایت بھی اسی کی تصدیق کرتی ہے۔ کیوں کہ موصوفہ انصار میں سے تھیں اور ہجرت کے بعد ایمان لائیں۔ اگر قبولِ اسلام سے پہلے محض بر بنا عقیدت وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ حاضر ہوئی ہوں گی تو یقیناً یہ حاضری آپ کی مکّی زندگی کے آخری سال ہی میں ہوئی ہو گی۔ اس سے پہلے اہلِ یثرب کے ساتھ آپ کے تعلقات اتنے بڑھے ہی نہ تھے کہ وہاں سے کسی عورت کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا ممکن ہوتا۔"

اِن ساری شہادتوں کو ہم اس طرح دیکھ سکتے ہیں کہ یہ سورہ یقیناً ہجرتِ حبشہ اور قحطِ مکہ [۵ نبوی] دونوں کے بعد نازل ہوئی ہے مگر چند ماہ بعد نہیں بلکہ ۷/۸ سال بعد، مزید یہ کہ آیۃ ۱۰۶، سن ۴ نبوی کے اواخر میں جب ظلم وستم کی بھٹی خوب گرم تھی اُس وقت نازل ہوئی ہو گی بعد میں جب بھی سُوۡرَۃُ النَّحۡل نازل ہوئی اُس آیت کو یہاں رکھوایا گیا۔ حاصلِ کلام یہ کہ یہ سورہ، سُوۡرَۃُ الۡاَنۡعَام سے قبل مکی زندگی کے آخری سال میں ہی آئی ہو گی اور نتیجے کو اخذ کرنے کی اصل بنیاد اِن دو سورتوں میں مماثل مضامین نہیں ہیں کیوں کہ بہ اعتبار طولِ مدت، متعدد طویل زمانی فاصل سورتیں یکساں مضامین رکھتی ہیں، سُوۡرَۃُ النَّحۡل کو سالِ آخر کی سورۃ ماننے کی اصل بنیاد یہ ہے کہ اس کے مضامین، اندازِ بیان اور اس کی طوالت [114] سب اس کا مطالبہ کرتے ہیں کہ اسے مکی زندگی کے آخری دور کی سورۃ تسلیم کیا جائے، خود مودودیؒ صاحب بھی سُوۡرَۃُ النَّحۡل کے زمانہ نزول کی بحث کو اس طرح ختم کرتے

---

114 مکی زندگی کے اس دور یعنی ۵/۶ نبوی میں سورتوں کی اوسط طوالت پانچ رکوع ہے اور سُوۡرَۃُ النَّحۡل اس سے تین گنا بڑی ہے [۱۶ رکوع ہیں] یوں ۶ نبوی میں مختصر سورتوں کے درمیان نامانوس outlier محسوس ہوتی ہے۔

ہیں: " ان شہادتوں سے پتا چلتا ہے کہ اس سورۃ کا زمانۂ نزول بھی مکّے کا آخری دَور ہی ہے، اور اسی کی تائید سورۃ کے عام اندازِ بیان سے بھی ہوتی ہے۔"

سُوۡرَۃُ النَّحۡل پر ہم نے ذرا تفصیل سے اس لیے گفتگو کی کہ تفہیم القرآن کے دلائل سے زمانہ نزول صاف واضح نہیں ہو پا رہا تھا اگرچہ آخری سطور میں سیّدؒ نتیجہ وہی اخذ کر رہے تھے جس پر ہم پہنچے ہیں۔ ہم اس سورہ کے اندازِ بیان اور مضامین پر تفصیلی گفتگو تیرہویں سال کی تنزیلات تک کی گفتگو کے موقع کے لیے ملتوی کر رہے ہیں۔

منتخب سورتوں کے لیے تفہیم سے زمانہ نزول

اب ہم چھٹے سالِ نبوت کے لیے منتخب سورتوں کی شانِ نزول کا تفہیم القرآن سے مطالعہ کرتے ہیں:

۲۶ سُوۡرَۃُ الشُّعَرَآء

مضمون اور انداز بیان سے محسوس ہوتا ہے اور روایات اس کی تائید کرتی ہیں کہ اس سورۃ کا زمانہ نزول مکہ کا دور متوسط ہے۔ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ پہلے سُوۡرَۃُ طٰہٰ نازل ہوئی پھر واقعہ اور اس کے بعد الشُّعَرَآء (روح المعانی جلد ۱۹ صفحہ ۶۴)۔ اور سُوۡرَۃُ طٰہٰ کے متعلق یہ معلوم ہے کہ وہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قبول[115] اسلام سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

۲۷ سُوۡرَۃُ النَّمۡل

مضمون اور انداز بیان مکہ کے دور متوسط کی سورتوں سے پوری مشابہت رکھتا ہے۔ اور اس کی تائید روایات سے بھی ہوتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جابر بن زیدؒ کا بیان ہے کہ "پہلے سُوۡرَۃُ الشُّعَرَآء نازل ہوئی، پھر النَّمۡل، پھر القَصَص۔"

۲۸ سُوۡرَۃُ القَصَص

سُوۡرَۃُ النَّمۡل کے دیباچے میں ابن عباس اور جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول ہم نقل کر چکے ہیں کہ سُوۡرَۃُ الشُّعَرَآء، سُوۡرَۃُ النَّمۡل اور سُوۡرَۃُ القَصَص یکے بعد دیگرے نازل ہوئی ہیں۔ زبان، انداز بیان اور مضامین سے بھی یہی محسوس ہوتا ہے کہ ان تینوں سورتوں کا زمانۂ نزول قریب قریب ایک ہی ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی ان تینوں میں قریبی تعلق ہے کہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے قصے کے مختلف اجزا جو ان میں بیان کیے گئے ہیں وہ باہم مل کر ایک پورا قصہ بن جاتے ہیں۔

۳۰ سُوۡرَۃُ الرُّوۡم

۱۱۵ مؤلف کو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے اِس مشہورِ عام واقعے کی صحت پر اطمینان نہیں ہے۔ دیکھیے اس کتاب میں ۵۶ واں باب، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام، صفحہ ۸۷ تا ۹۸۔

آغاز ہی میں جس تاریخی واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اس سے زمانہ نزول قطعی طور پر متعین ہو جاتا ہے۔ اس میں ارشاد ہوا ہے کہ "قریب کی سر زمین میں رومی مغلوب ہو گئے ہیں۔" اس زمانے میں عرب سے متصل رومی مقبوضات اردن، شام اور فلسطین تھے اور ان علاقوں میں رومیوں پر ایرانیوں کا غلبہ ۶۱۵ء میں مکمل ہوا تھا۔ اس لیے پوری صحت کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ سورۃ اسی سال نازل ہوئی تھی، اور یہ وہی سال تھا جس میں ہجرت حبشہ واقع ہوئی تھی۔ جس سال ہجرت حبشہ واقع ہوئی اسی سال یہ سورۃ نازل ہوئی۔ ۶۱۵عیسوی سے قبل یہ سورۃ نازل ہوئی کہ اس سال رومی کامل طور پر ایرانیوں سے مغلوب ہوئے تھے۔

۴۱سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ

سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بعد اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے (حمزہؓ ذی الحجہ ۶ نبوی میں ایمان لائے اور اُن کے تین دن بعد عمرؓ ایمان لائے (الرحیق المختوم ۱۴۴ اور ۱۴۵)) معتبر روایات کی رو سے اس کا زمانہ نزول حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بعد اور عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے ہے۔

۴۲سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی

کسی معتبر روایت سے معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ لیکن اس مضمون پر غور کرنے سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہ سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ کے متصلاً بعد نازل ہوئی ہو گی، کیوں کہ یہ ایک طرح سے بالکل اس کا تتمہ نظر آتی ہے۔ اس کیفیت کو ہر وہ شخص خود محسوس کر لے گا جو پہلے سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ کو بغور پڑھے اور پھر اس سورۃ کی تلاوت کرے۔

۴۳سُوْرَۃُ الزُّخْرُف

یہ سورہ اسی زمانے میں نازل ہوئی ہے جس میں المومن، حٰم السجدہ اور الشُّوْرٰی نازل ہوئیں۔ یہ ایک ہی سلسلے کی سورتیں معلوم ہوتی ہیں جن کا نزول اس وقت سے شروع ہوا جب کفار مکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے درپے ہو گئے تھے۔ شب و روز اپنی محفلوں میں بیٹھ بیٹھ کر مشورے کر رہے تھے کہ آپ کو کس طرح ختم کیا جائے، اور ایک حملہ آپؐ کی جان پر ہو بھی چکا تھا۔ اس صورتِ حال کی طرف آیات ۷۹۔۸۰ میں صاف اشارہ موجود ہے

۵۶سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃ

عمر رضی اللہ عنہ ہجرت حبشہ کے بعد ۵ نبوی * میں ایمان لائے ہیں۔ اُنھوں نے سُوْرَۃُ طٰہٰ اپنی بہن کے گھر ایمان لانے سے پہلے سنی تھی اور یہ سُوْرَۃُ طٰہٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ سُوْرَۃُ طٰہٰ نازل ہوئی، پھر الْوَاقِعَۃ اور اس کے بعد الشُّعَرَآء، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سورتوں کی جو ترتیب نزول بیان کی ہے اس میں وہ فرما رہے ہیں کہ پہلے سُوْرَۃُ طٰہٰ نازل ہوئی، پھر الْوَاقِعَۃ اور اس کے بعد الشُّعَرَآء (الاتقان للسُّیوطی)۔ یہی ترتیب عکرمہؒ نے بھی بیان کی ہے (بیہقی، دلائل النبوۃ)۔

اس کی تائید اس قصہ سے بھی ہوتی ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں ابن ہشام نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ اس میں یہ ذکر آتا ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اپنی بہن کے گھر میں داخل ہوئے تو سُوْرَۃُ طٰہٰ پڑھی جا رہی تھی۔ ان کی آہٹ سن کر ان لوگوں نے قرآن کے اوراق چھپا دیے۔ عمر رضی اللہ عنہ پہلے تو بہنوئی پر پل پڑے اور جب بہن ان کو بچانے آئیں تو ان کو

بھی مارا یہاں تک کہ ان سر پھٹ گیا۔ بہن کا خون بہتے دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ کو سخت ندامت ہوئی، اور انھوں نے کہا، اچھا مجھے وہ صحیفہ دکھاؤ جسے تم نے چھپالیا ہے۔ دیکھوں تو سہی اس میں کیا لکھا ہے۔ بہن نے کہا "آپ اپنے شرک کی وجہ سے نجس ہیں، **وانہٗ لا یمسھا الا طاھر**،" اس صحیفے کو صرف طاہر آدمی ہی ہاتھ لگا سکتا ہے"۔ چناں چہ عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر غسل کیا اور پھر اس صحیفے کو لے کر پڑھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت سورہ واقعہ نازل ہو چکی تھی، کیوں کہ اسی میں آیت **لا یمسہ الا لمطھرون** وارد ہوئی ہے۔ اور یہ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ہجرت حبشہ کے بعد ۵ نبوی* میں ایمان لائے ہیں۔

* ایک تحقیق یہ ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سن ۶ نبوی کی بالکل ابتدائی تاریخوں میں ایمان لائے ہیں

۱۰۹ اُسُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حسن بصری اور عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ سورۃ مکی ہے، عبد اللہ زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مدنی ہے، اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور قتادہؒ سے دو قول منقول ہوئے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مکی ہے اور دوسرا یہ کہ مدنی ہے۔ لیکن جمہورِ مفسرین کے نزدیک یہ مکی سورۃ ہے اور اس کا مضمون خود اس کے مکی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

چھٹے سالِ نبوت میں اُترنے والی سورتوں کی زمانی ترتیب

اِن سورتوں کے نزول کے باب میں تفہیم دی گئی معلومات کا مطالعہ کرنے کے بعد اب ہم یہ دیکھیں گے کہ اِن منتخب سورتوں میں سے کون سی اس چوتھے دور [چھٹے سالِ نبوت میں] میں کیوں مناسب محسوس ہوتی ہیں اور کس ترتیب سے۔

پوری تفہیم القرآن کی تمام سورتوں کی شانِ نزول کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سید صاحبؒ نے جن سورتوں کو دورِ متوسط کی سورتیں گردانا ہے وہ کل ۳۹ ہیں۔ سید صاحبؒ کا دورِ متوسط تو آغازِ ستم [پانچویں سال کے آغاز] سے ابو طالب کی وفات [دسویں سال کے آغاز] تک چلتا ہے اور اس میں ہمارے تیسرے، چوتھے اور پانچویں ادوار سما جاتے ہیں، چناں چہ ہمیں اُن تمام سورتوں کے بارے میں جنھیں سیّدؒ نے دور متوسط کا کہا ہے، احتیاط سے تعین کرنا ہوگا کہ یہ ہمارے تیسرے، چوتھے یا پانچویں ادوار میں سے کس دور میں یا نبوت کے کس برس موزوں طور پر جگہ placement پاتی ہیں۔

چوتھے سال میں [تیسرے دور میں]: ۳۴سُوْرَۃُ سَبَا، ۷۴ سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّر، ۸۹ سُوْرَۃُ الْفَجْر، ۵۰ سُوْرَۃُ قٓ، ۵۱سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت، ۵۲ سُوْرَۃُ الطُّوْر، ۹۲سُوْرَۃُ الَّیْل، ۲۳سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْن، ۳۲ سُوْرَۃُ السَّجْدَۃ، ۹۱ سُوْرَۃُ الشَّمْس

پانچویں سال میں [چوتھے دور میں]: ۱۸سُوْرَۃُ الْکَھْف، ۱۹سُوْرَۃُ مَرْیَم، ۲۰سُوْرَۃُ طٰهٰ، ۳۱سُوْرَۃُ لُقْمٰن، ۲۹سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت، ۳۹سُوْرَۃُ الزُّمَر، ۴۰سُوْرَۃُ الْمُؤْمِن، ۳۷سُوْرَۃُ الصّٰٓفّٰت، ۴۴سُوْرَۃُ الدُّخَان، ۴۵سُوْرَۃُ

الْجَاثِيَة، ۵۳سُوْرَۃُ النَّجم، ۳۶ سُوْرَۃُ یٰسٓ، ۹۰سُوْرَۃُ الْبَلَد، ۱۱۳ سُوْرَۃُ الْفلق، ۱۱۴سُوْرَۃُ النَاس۔

چھٹے سال میں [چوتھے دور میں]: ۴۱ سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ، ۴۲سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی، ۴۳سُوْرَۃُ الزُّخْرُف، ۳۰ سُوْرَۃُ الرُّوْم، ۱۰۹سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن، ۵۶سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃ، ۲۶سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء، ۲۷سُوْرَۃُ النَّمْل، ۲۸سُوْرَۃُ الْقَصَص

ساتویں سال میں [چوتھے دور میں/آغاز شِعْب ابی طالب]: ۲۱سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآء، ۵۴ سُوْرَۃُ الْقَمَر، ۲۵سُوْرَۃُ الْفُرْقَان، ۳۵سُوْرَۃُ فَاطِر، ۱۱۱سُوْرَۃُ اللَّھَب

چناں چہ سُوْرَۃُ النَّحل کی جگہ مکی دور کے سالِ آخر میں رکھنے کے بعد یہ سورتیں باقی بچتی ہیں: حٰمٓ السَّجْدَۃ، الشُّوْرٰی، الرُّوْم، الزُّخْرُف، الْکٰفِرُوْن، الْوَاقِعَۃ، الشُّعَرَآء، النَّمْل، الْقَصَص۔ اِن نو سورتوں میں متصل نازل ہونے والے تین تین سورتوں کے دو گروپس ہیں پہلا حٰمٓ السَّجْدَۃ، الشُّوْرٰی، الزُّخْرُف کا اور دوسرا الشُّعَرَآء، النَّمْل، الْقَصَص کا۔

حٰمٓ السَّجْدَۃ، وہ سورۃ ہے جو نبی ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بعد اور عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے درمیانی وقفے میں

عتبہ بن ربیعہ کو سنائی تھی، اس سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ حٰمٓ السَّجْدَۃ اس سال کی نازل ہونے والی پہلی سورۃ ہے، سیدؒ کہتے ہیں کہ سورہ اسی زمانے میں نازل ہوئی ہے جس میں المومن، حٰمٓ السجدہ اور الشُّوْرٰی نازل ہوئیں، الشُّوْرٰی کے بارے میں سیّد صاحبؒ کا یہی کہنا ہے کہ مضامین سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حٰمٓ السَّجْدَۃ کا تتمہ ہے اور یہی تعلق الشُّوْرٰی اور الزُّخْرُف کا ہے، توقیفی ترتیب میں بھی یہ تینوں سورتیں یکے بعد دیگرے [۴۱، ۴۲ اور ۴۳] ہیں۔ ابنِ عباسؓ سے منسوب معروف نزولی ترتیب میں تینوں سورتیں یکے بعد دیگرے [۶۱، ۶۲ اور ۶۳] ہیں۔ چناں چہ ہم نے بھی ان کو اسی طور سن چھ کی پہلی سورتوں میں رکھا ہے تاہم سورہ روم کی انتہائی حتمی شہادت[116] پر کہ یہ ۶۱۵ء میں نازل ہوئی، حٰمٓ السَّجْدَۃ اور الشُّوْرٰی کے بعد سورۃ روم کو رکھا ہے، یہ اِن کے مضامین کی ہم آہنگی اور واقعات کی ترتیب کا مطالبہ ہے۔ ۶۱۵ عیسوی اور چھٹا سال نبوت ساتھ چلتے ہیں اس کی ہم ۶۵ ویں باب میں وضاحت کریں گے۔

---

۱۱۶ سورۃ الرُّوم کے اس سال نازل ہونے میں کوئی اختلاف نہیں پوری صحت کے ساتھ ہجرت حبشہ کے بعد ایرانیوں کے رومیوں پر مکمل غلبے کے موقع پر جس کا اس سورۃ میں غلبت الرُّوم کے الفاظ سے ذکر مذکور ہے۔

سُوْرَۃُالشُّعَرَآء کے نزول کے بارے میں سیدؒ صاحب کا کہنا ہے کہ: سورۃ کازمانہ نزول مکہ کا دور متوسط ہے۔ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ پہلے سُوْرَۃُطٰہٰ نازل ہوئی پھر واقعہ اور اس کے بعد الشُّعَرَآء (روح المعانی جلد ۱۹ صفحہ ۶۴)۔ اسی طرح سُوْرَۃُالنَّمْل کے نزول کے بارے میں سیدؒ کا کہنا ہے کہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ اور جابر بن زید کا بیان ہے کہ: پہلے سُوْرَۃُالشُّعَرَآء نازل ہوئی، پھر النَّمْل، پھر الْقَصَص۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سورتوں کی جو ترتیب نزول بیان کی ہے اس میں وہ فرمارہے ہیں کہ پہلے سُوْرَۃُطٰہٰ نازل ہوئی، پھر الْوَاقِعَۃ اور اس کے بعد الشُّعَرَآء (الاتقان للسّیوطی)۔

مذکورہ بالا تمام شواہد سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پہلے الْوَاقِعَۃ پھر الشُّعَرَآء، پھر النَّمْل اور پھر الْقَصَص نازل ہوئیں۔ توقیفی ترتیب میں بھی آخر الذکر تینوں سورتیں ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہیں [۲۶، ۲۷ اور ۲۸]، ابنِ عباسؓ سے منسوب معروف نزولی ترتیب میں تو نہ صرف یہ تینوں بلکہ چاروں، الْوَاقِعَۃ سب سے پہلے اور پھر یہ سورتیں یکے بعد دیگرے [۴۶، ۴۷، ۴۸ اور ۴۹] متصل بیان ہوئی ہیں۔ چناں چہ ہم نے بھی ان چاروں کو اپنی ترتیب میں متصل ہی رکھا ہے۔

یوں اس چھٹے سالِ نبوت کی تنزیلات کی نزولی ترتیب کے تعین میں پہلے چار سورتوں کا ایک گروپ حٰمٓ السَّجْدَۃ، الشُّوْرٰی، الزُّخْرُف اور الرُّوْم کا، پھر اِن کے بعد چار سورتوں کا دوسرا گروپ الْوَاقِعَۃ، الشُّعَرَآء، النَّمْل اور الْقَصَص کا، ترتیب پاتا ہے اور ان دونوں گروپس کے درمیان الْکٰفِرُوْن کو رکھا ہے۔

یہ بات طے ہے کہ یہ سُوْرَۃُالْکٰفِرُوْن مکی ہے اور یہ بھی یقینی ہے کہ دورِ متوسط میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ اس کا ایک ایک جملہ اعلانِ اتمامِ حجت ہے۔ سُوْرَۃُالشُّوْرٰی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتمامِ حجت کا اعلان شروع ہے، صحیح ترین بات یہ ہے کہ جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی رہ نمائی میں اپنے رفقا کو ہجرت کی اجازت دی وہ دن ہی اتمامِ حجت کا پہلا دن تھا کہ اتمامِ حجت کے بعد ہی ہجرت کا مرحلہ آتا ہے وگرنہ نبی اس سے قبل ہجرت کی اجازت نہیں دیتا ہے اور نہ ہجرت کرتا ہے۔ اس ضمن میں گزرے ہوئے ۵۵ ویں باب: اللہ تعالیٰ کی جانب سے اہلِ مکہ پر اتمامِ حجت کے اعلان کا آغاز قارئین کی رہ نمائی کر چکا ہے جس میں سُوْرَۃُالشُّوْرٰی زیر مطالعہ رہی ہے۔ الشُّوْرٰی کے بعد الرُّوْم اور پھر الزُّخْرُف کا آنا ضروری تھا اب الْوَاقِعَۃ کا دوسرا گروپ شروع ہونے سے قبل الْکٰفِرُوْن کا رکھا جانا بہت مناسب ہے خاص طور پہ اہلِ مکہ سے انتہائی آزردہ کردینے والی

گفتگو کے بعد گھر کی طرف واپسی کے دوران، آپؐ کے پھوپھی زاد بھائی کی زہر بھری باتیں، جسے ہم ۶۱ ویں باب میں بیان کریں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ چھٹے سال میں جو قرآنی اجزا نازل ہوئے اُن کی معتبر روایات، اُن کے مضامین پر تدبر اور جاری واقعات کے ساتھ ربط و تعلق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ممکنہ، عمدہ ترین ترتیب یہ بنتی ہے:

- پہلے حٰمٓ السَّجۡدَة، الشُّوۡرٰی، الزُّخۡرُف اور الرُّوۡم
- پھر الۡكٰفِرُوۡن _____ اور اُس کے بعد
- الۡوَاقِعَة، الشُّعَرَآء، النَّمۡل اور الۡقَصَص

آخری تین سورتوں میں موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کی ترتیب

کاروانِ نبوت کی پیشِ نظر جلد [چہارم] میں دو سورتیں: سُوۡرَةُ الشُّعَرَآء اور سُوۡرَةُ الۡقَصَص ایسی ہیں جن میں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر بالتفصیل آیا ہے اِن دو سورتوں کے علاوہ سُوۡرَةُ النَّمۡل میں بھی مختصر سر گزشت ہے۔ اس سے قبل جلد سوم میں سُوۡرَةُ طٰهٰ گزر چکی ہے، جس میں واقعات کے کچھ حصے بیان ہوئے ہیں۔ مناسب محسوس ہوتا ہے کہ کچھ گفتگو قرآن مجید میں موسی علیہ السلام کے تذکرے کے بارے میں ہو جائے۔

قرآن مجید کی ۳۴ مختلف سورتوں میں موسیٰ علیہ السلام کا کسی بھی حوالے سے تذکرہ آیا ہے، چار مدنی سورتوں میں اور باقی ۳۰ مکی سورتوں میں، مدنی سورتیں یہ ہیں: ۲ سُوۡرَةُ الۡبَقَرَة، ۳ سُوۡرَةُ اٰلِ عِمۡرٰن، ۴ سُوۡرَةُ النِّسَآء، ۵ سُوۡرَةُ الۡمَآئِدَة۔ ان میں سُوۡرَةُ الۡبَقَرَة میں تذکرہ ذرا تفصیل سے ہے جب کہ باقی تین میں مختصراً اشارے ہیں۔ جب ہم مدنی زندگی میں سیرت کا اور اُس کے ساتھ نازل ہونے والے قرآن کا مطالعہ کریں گے تو دیکھیں گے کہ وہاں بنیادی طور پر اہلِ ایمان کو بنی اسرائیل کی روش سے بچنے کی خاطر اُن کی بداطواریوں اور اُن کی گم راہیوں سے آگاہ کرنے کے ساتھ یہود کو اُن کے شرم ناک رویے اور کتاب اللہ سے بے اعتنائی پر متوجہ کیا گیا ہے۔

مکی سورتوں میں اہلِ مکہ کو یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کے مقابلے میں حفاظت کی تھی اُسی طرح ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے، مکہ میں آپ کے حالات زندگی بیان کیے گئے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت اور فرعون، مشرکین اور دنیا پرست لوگوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کے درمیان مماثلت کو بیان کر کے قریش کو متنبہ کیا ہے کہ کہیں تم بھی فراعین کی طرح برباد نہ کر دیے جاؤ۔ جن مکی سورتوں میں آپ کا تذکرہ آیا ہے وہ درج ذیل ہیں، جہاں نسبتاً تفصیل سے تذکرہ ہے اُن سورتوں کے نام کے نیچے

نقاط دار لائن ہے۔

۶ سُوْرَۃُ الْاَنْعَام، ۷ سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف، ۱۰ سُوْرَۃُ یُوْنُس، ۱۱ سُوْرَۃُ ھُوْد، ۱۴ سُوْرَۃُ اِبْرٰھِیْم، ۱۷ سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْل، ۱۸ سُوْرَۃُ الْکَھْف، ۱۹ سُوْرَۃُ مَرْیَم، ۲۰ سُوْرَۃُ طٰہٰ، ۲۱ سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآء، ۲۲ سُوْرَۃُ الْحَجّ، ۲۳ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْن، ۲۵ سُوْرَۃُ الْفُرْقَان، ۲۶ سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء، ۲۷ سُوْرَۃُ النَّمْل، ۲۸ سُوْرَۃُ الْقَصَص، ۲۹ سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْت، ۳۲ سُوْرَۃُ السَّجْدَۃ، ۳۳ سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب، ۳۷ سُوْرَۃُ الصّٰفّٰت، ۴۰ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِن، ۴۱ سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ، ۴۲ سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی، ۴۳ سُوْرَۃُ الزُّخْرُف، ۴۶ سُوْرَۃُ الْاَحْقَاف، ۵۱ سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت، ۵۳ سُوْرَۃُ النَّجْم، ۶۱ سُوْرَۃُ الصَّف، ۷۹ سُوْرَۃُ النّٰزِعٰت، ۸۷ سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء، سُوْرَۃُ النَّمْل اور سُوْرَۃُ الْقَصَص نہ صرف مصحف میں بالترتیب درج ہیں بلکہ زبان، انداز بیان اور مضامین سے بھی یہی شہادت ملتی ہے کہ ان تینوں سورتوں کا زمانۂ نزول بھی ایک ہی ہے۔ ہم اس باب میں گفتگو کر چکے ہیں کہ یہ یکے بعد دیگرے ہی نازل ہوئی ہیں۔ ان تینوں میں مضامین کا ایک قریبی تعلق یہ ہے کہ اِن تینوں میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعے کے مختلف اجزا بیان کے گئے ہیں، یہ تینوں حصے مل کر ایک پورا واقعہ بن جاتے ہیں۔

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء میں نبوت کے منصب پر اچانک سرفرازی کا ذکر ہے جو اہلِ مکہ کو بتا رہا ہے کہ نبی بنانے کے لیے کسی بڑی تقریب یا فرشتوں کے گارڈ آف آنر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہاں آپ علیہ السلام اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں، معذرت کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ فرعونیوں کے ایک آدمی کو قتل کرنے کا بوجھ میرے سر ہے جس کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ وہاں جاؤں گا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ پھر جب سیّدنا موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ہاں تشریف لے جاتے ہیں تو وہ احسان جتاتا اور یاد دلاتا ہے کہ کیا ہم نے اپنے ہاں تجھے شیر خواری میں گود لے کر نہیں پالا اور بڑا کیا تھا؟ ہمارے ہاں تو ایک مدت رہا پھر وہ کارنامہ دکھا گیا جو تو خوب جانتا ہے! ان دونوں باتوں کی کوئی تفصیل سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء میں نہیں بیان کی گئی۔

سُوْرَۃُ النَّمْل میں واقعے کا ایک دوسرا جزء ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے اہلِ خانہ کو لے کر جا رہے ہیں، راستے میں انھوں نے ایک آگ کی روشنی دیکھی، جب اُس کے قریب جانے کی کوشش کی تو نبوت سے سرفراز ہوئے، معجزات عطا ہوئے اور مصر کے دربار میں اہلِ اقتدار کو دعوتِ حق کا حکم ملا۔ سُوْرَۃُ النَّمْل کے مطالعے سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ سفر کہاں سے کہاں کے لیے، کس مقصد کا سفر تھا، یہ تفصیل تو سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء میں چند ماہ

قبل بیان ہو چکی تھی۔

اِن باتوں کو جو سُوْرَۃُ الشُّعَرَآء میں مجملاً بیان کی گئی تھیں سُوْرَۃُ الْقَصَص میں اُن کی تفصیل مذکور ہے لیکن یہ مکمل داستان نہیں ہے جو اللہ رب العالمین نے امّت مسلمہ کی تعلیم و تربیت اور سبق آموزی و عبرت پذیری کے لیے اپنی کتاب کے آخری ایڈیشن ، قرآنِ مجید میں بیان کی ہے؛ مکمل داستانِ حیاتِ مبارکہ میں واقعے کی وہ تفصیلات بھی ہیں جو پہلے نازل ہو چکنے والی سُوْرَۃُ طٰهٰ میں شامل ہیں اور وہ مزید ہیں جو سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف اور سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ میں بیان کی جائیں گی اور ابھی [چھٹے سال میں] اُن کے نازل ہونے میں کئی سال باقی ہیں۔ جن میں دعوتی اور تربیتی دور، جادو گروں سے مقابلہ، بنی اسرائیل کو لے کر نکلنا، فرعون کی غرقابی، صحرائے سینا میں دشت نوردی، تورات کا عطا ہونا، بنی اسرائیل کا سامری جادو گر کے فریب میں آنا، شرک کا استیصال، فلسطین کی طرف جانے کا حکم شامل ہیں۔ اِن چھ سورتوں کے علاوہ جہاں کہیں بھی موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے وہ بعض اہم معاملات کی یاددہانی کے لیے آیا ہے، سوائے سُوْرَۃُ الْمُؤْمِن کے، جہاں فرعون کے ایک اہلِ دربار میں سے ایک بہادر مردِ مومن کا موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تجویز پر بپھر جانے اور سوز و جرأت و قوت سے تقریر کرنے کا ذکر ہے اور ایمان کی دعوت پر پوری شاہ کار تقریر بیان کی گئی ہے، غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ حصہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے قبل کتنا برمحل اور موزوں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے مختلف ادوار کے دوران، قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں یہ واقعات جا بجا پھیلے ہوئے ہیں۔ قرآن کے قاری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور تحریک کے حوالے آخر اس تفصیل اور طوالت سے کیوں آئے ہیں؟ تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف تحریکی مراحل میں کفّار کے سوالوں اور اعتراضات کا جواب دیا جا سکے، مومنین کو استقامت کا سبق ملے کہ دعوتِ دین کا پودا کس طرح فرعونی استبداد میں نمو پا جاتا ہے، یا پھر مدینے میں یہود کو یاددہانی اور امتِ مسلمہ کی تربیت و تنظیم میں بنی اسرائیل کے تجربات سے سبق آموزی اور عبرت پذیری کے لیے بیان ہوئے ہیں۔ پورے قرآن میں یہ کسی بھی رسول کے مقابلے میں تفصیلی اور طویل ترین تذکرہ ہے۔ قرآن کے یہ سارے اجزا جب نازل ہوتے اور مکتبی تعلیم سے محروم اُمّیوں کے معاشرے میں پڑھ کر سُنائے جاتے تھے، تو بغیر دسیوں علوم، صرف و نحو اور تفاسیر کے فوراً سمجھ میں آجاتے تھے۔

سچی بات یہ ہے کہ کتنی ہی قرآن خوانیاں ہو جائیں اور کتنے ہی ختمِ قرآن ہوں، کتنے ہی شبینے اور رمضانوں میں دورہ قرآن ہو جائیں، جب تک قرآن کا قاری وہ کام لے کر کھڑا نہیں ہوتا اور اُس کام کو جینے مرنے کا مشن

نہیں بناتا، جس کا علم لے کر موسیٰ علیہ السلام اور فداہُ ابی اُمی رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے، قرآن سر پر سے ہی گزرتا رہتا ہے، قرآت کے زیر و بم کی درستگی تو ہو جاتی ہے مگر حلق سے نیچے کچھ نہیں اُتر پاتا، قرآن اپنے معانی ہر کس و مہ پر آشکار نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆